یا ضامن کا تقرر کیا جائے تا کہ آئندہ کوئی ہمیش خان اور شیخ حارث نہ پیدا ہو۔ بعد از مرگ واویلا کی بجائے نیب ان تمام اداروں کی خودنگرانی کرے جن میں سرکاری سرمایہ کاری ہوتی ہے۔ وزیراعظم، صدر اور گورنر ہاؤسز کے صوابدیدی مالی اختیارات سلب کئے جائیں۔ پری آڈٹ کا قانون رائج کیا جائے۔

اسمبلی میں ٹیکنو کریٹس کی نشستوں پر سیاسی جماعتیں ایسے ایسے بندے بھرتی کر لیتی ہیں جنہیں شاید بکریاں چرانا بھی نہیں آتا۔ اگر ان نشستوں پر ہی کوئی لائق بندہ اسمبلی میں لایا جاتا تو حکومتوں کو وزرائے خزانہ درآمد نہ کرنا پڑتے۔ ہم اس موضوع کا اختتام بھی قرآن پر ہی کریں گے۔ ''جو لوگ قرآن سے منہ موڑتے ہیں انکی معاش تنگ کر دی جاتی ہے''۔

بجلی کا بحران پی پی پی گورنمنٹ کو بڑا ناز ہے کہ اس کی حکومت پانچ سال پورے کرنے جا رہی ہے۔ کاش! وہ یہ بھی دیکھتی کہ اس نے اس عرصہ میں عوام کو کیا سہولت دی۔ اسے پانچ سال کا عرصہ ملا مگر وہ عوام کو بجلی کی نایابی اور انڈسٹری کو بند کرنے کے سوا کچھ نہ کر سکی۔ حالانکہ پانچ سال کا عرصہ کافی تھا کہ حکومت بجلی کے بحران پر قابو پا لیتی۔ خدا جانے وہ کس کارکردگی پر نازاں ہے۔ آسمان آگ برسا رہا ہے۔ زمین پر تارا آگ پیدا کر رہے ہیں۔ وزیراعظم بار بار ایک ہی اعلان کر رہے ہیں کہ انہوں نے سسٹم میں 3600 میگاواٹ بجلی سسٹم میں شامل کی ہے۔ ممکن ہے وہ ٹھیک ہی کہتے ہوں مگر شاید ان کی نظر ان لاکھوں لوگوں کی طرف نہیں جاتی جو سڑکوں پر سیاپا کر رہے ہیں ننگے بدن انسان تپتی سڑکوں پر لیٹ کر احتجاج ریکارڈ کراتے اور وزیراعظم کے مبینہ 3600 میگاواٹ کی تکذیب کرتے ہیں۔ ہم صرف بحث کی خاطر اسمبلی کو مقدس ایوان مان کر کہتے ہیں کہ راجہ پرویز اشرف نے اس نام نہاد مقدس ایوان میں جو جھوٹ بولے تھے، یہ بحران اس کا وبال ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ بعض جہلا، فتنہ نجد سے متعلق احادیث کا اطلاق شیخ الاسلام، حضرت العلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ پر کرتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے اور شیخ موصوف کی دعوتِ الی السنت اور بدعت کی مخالفت کو بے اثر کرنے کیلئے ان کے متبعین کو وہابی کا نام دیتے اور پھر اس سے آگے بڑھ کر اہل حدیثوں پر وہابی کا لیبل لگا کر اپنی علمی بے مائیگی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہم اس جہالت کا پول کھولنا اس لئے

ضروری خیال کرتے ہیں کہ یہ سراسر علمی بد دیانتی ہے۔ شیخ موصوف مسلک کے اعتبار سے حنبلی تھے اور مقلدین کے عقیدہ کے مطابق فقہ کے مذاہب اربعہ برحق ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اگر احادیث نجد کے مصداق وہی ہیں تو یہ طعنہ اہلِ تقلید کو ہے، اہلِ حدیث کو نہیں ہے کیوں کہ ہم اہلِ حدیث ہیں، حنبلی نہیں ہیں۔ ہمارے بارے میں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم آئمہ اربعہ کی علمی شان اور خدمتِ اسلام کا اعتراف کرنے والے لوگ ہیں مگر ہم ان کے کسی بھی مسلک کو اسلام کا بدل نہیں کہتے اور ان سے صرف وہاں اختلاف کرتے ہیں، جہاں ان کی رائے کے مقابلے میں حدیث موجود ہوتی ہے اور بس! چوں کہ ہمارا مسلک حدیث پر قائم ہے اس لئے ہم اہل تقلید کے مقابلے میں اہلِ حدیث کہلاتے ہیں اور بموجب فرمان شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اہل حدیث اور اہل سنت دراصل ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں اور کسے نہیں معلوم کہ شیخ بغدادی بھی حنبلی تھے اور اگر ان کے نام پر قادری کہلانے والے لوگ اور ان کے نام کی گیارہویں دینے والے اہلِ بدعت، کبھی غور کرنے کی فرصت پائیں تو سوچیں کہ اگر شیخ محمد بن عبدالوہابؒ حدیث نجد کا موضوع تھے تو پورے مسلک کی صحت مجروح ہوتی ہے یا نہیں۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ حنفی مرید، حنبلی پیر کے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے حنبلی نہیں ہو جاتے؟ کیا یہ تضاد نہیں ہے؟

یہ خلط مبحث کیونکر ہوا؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ شیخ موصوف نے بدعت کے خلاف قلمی و فکری کے علاوہ جہاد بالسیف بھی کیا تھا۔ توحید باری تعالیٰ کا عقیدہ توانا کیا تھا۔ بدعات اور مقامات ورسومات بدعت کو مٹایا تھا اور یہی منشور ہمارا بھی ہے اس لئے ان جہلا نے ہماری اس قدر مشترک کو منفی طور پر استعمال کیا اور ہمیں وہابی کہہ دیا۔ ہوا یہ کہ جو کام شیخ موصوف نے سرزمین نبیؐ میں کیا تھا، وہی کام ہم اہل حدیث برصغیر پاک و ہند میں کرتے ہیں۔ اہل بدعت کا دکھ دراصل دوسرا ہے۔ حجاز مقدس میں بدعت کے خلاف نفرت اتنی شدید ہے کہ یہاں کے کئی اہل بدعت وہاں سے واپس کیے گئے۔ ان کا کرب یہ ہے کہ وہاں حنابلہ کی وجہ سے اور یہاں اہل حدیثوں کی وجہ سے ان کی دال نہیں گلتی۔ پھر جب دم گھٹتا ہے تو دل کی بھڑاس ہمیں وہابی کہہ کر اور شیخ موصوف کو حدیث نجد کا مصداق کہہ کر نکالتے ہیں۔

مولانا عمر اچھرویؒ زندہ ہوتے تو ہم ان سے پوچھتے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام عبدالوہاب رکھا تو یہ کیوں نہ سوچا کہ اسی وہاب سے وہابی بنا جو آج ان کے پیروکاروں پر بڑا بھاری نام ہے۔ تاہم اس علمی

وضاحت کے بعد ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ جس نے اہلِ بدعت کی زبانی ہمیں وہابی کہلوایا اور نقشبندی اور نوشاہی نہیں بنایا۔ ہمیں یہ خطاب منظور ہے کہ اس سے ہماری نسبت وہاب سے ہوئی جو کہ از اسمائے حسنیٰ باری تعالیٰ ہے پھر ہم اہل حدیث ہیں جس سے ہماری نسبت رسول اللہ ﷺ سے قائم ہوئی۔ ثم الحمد للہ کہ ہم دونوں نسبتوں کے اعتبار سے کتاب وسنت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ تک محدود اور بدعی اور باطل نسبتوں سے محفوظ ہیں۔ ہم سلسلہ قادریہ کے احناف مریدین سے یہ ضرور عرض کریں گے کہ وہ اپنے ہی شیخ طریقت کی طرح توحید وسنت کا عقیدہ اپنائیں اور بدعت سے نفرت کریں تو پھر ہمارے ان کے درمیان وہابیت مشترک ہو جائے گی فقہ حنفی کوفی وعربی تھی، بریلوی، یا دیوبندی نہ تھی۔ اگر اس میں سے عجمی وہندی اثرات خارج ہو جائیں تو باقی وہابیت ہی بچے گی۔

کونڈے کونڈا، وہ پرات یا صحنک ہے جس میں دہی جمایا جاتا ہے۔ اس کی تصغیر کریں تو کونڈی ہوئی جو اس کی غیر حقیقی مونث بھی ہے۔ اسے پنجابی میں دوری اور پوٹھوہاری میں لنگری کہتے ہیں۔ کونڈا وہی ہے جس میں پہلوان سردائی اور ملنگ بھنگ گھوٹتے ہیں۔ مرغیوں اور دیگر جانوروں کیلئے پانی بھی اسی میں بھرا جاتا ہے۔ یہ مٹی کا کثیر المقاصد برتن ہے۔ وسطی پنجاب میں اس میں نمک مرچ بھی کوٹ لی جاتی ہے۔ کوئی دس بیس سال پہلے تک یہی اس کے استعمال تھے اور اسے کوئی مذہبی یا اسلامی حیثیت حاصل نہ تھی۔ پھر اسے بدعت نے مذہبی تقریب کا ذریعہ بنایا اور اس سے "کونڈے بھرنا" کا نیا مصدر بنا دیا۔ دہی جمانے والے "کونڈے لگانا" کہا کرتے تھے "کونڈا کرنا" پنجابی میں ملیامیٹ کرنے کے مفہوم میں مستعمل ہے۔ اس بدعت کے موجد روافض تھے اور تقریب یہ تھی کہ 22 رجب المرجب کو خالِ امت، جامع ملت، برادرِ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیانؓ، سیدنا امیر معاویہؓ اس جہان فانی سے عالم باقی کو سدھارے تھے۔ ہم نے انہیں جامع امت اس لئے لکھا ہے کہ انہوں نے سبطِ نبیؐ ابن علیؓ حضرت سیدنا حسنؓ سے راضی نامہ کر کے شیعانِ علی ومعاویہ میں بٹی ہوئی امت کو پھر سے ملتِ ابراہیمی کے پلیٹ فارم پر جمع کر دیا تھا۔ یوں سیدنا حسن بھی بدرجہ اولیٰ جامع امت کے لقب میں ان کے شریک تھے۔ مگر سبائی فتنہ گروں کو یہ راضی نامہ پسند نہ تھا اور وہ سبط نبیؐ کو جامع امت کی جگہ مذل المومنین کہنے لگ گئے۔ ان بدباطن سبائیوں کو کون سمجھائے کہ سیدنا حسنؓ کا اس راضی نامہ میں کردار حضور اقدس ﷺ کی پیش گوئی اور وحی کے تحت تھا۔ وہ مومنین

کو ذلت آشنا کیسے کر سکتے تھے۔ انہوں نے امت کو مرکز آشنا کیا تھا۔ بات دور نکل گئی مگر پس منظر کا یہی تقاضا تھا۔

اگر سیدنا امیر معاویہؓ فوت ہوئے تھے تو عبداللہ بن سبا مجوسی بھی تو مرا تھا۔ موت قانونِ فطرت ہے۔ کسی کی موت پر خوشی منانا، شکست خوردہ ذہنیت کا عکاس ہے۔ سبائی ذہنیت آج بھی زندہ ہے اور ہر تدبیر سے امتِ مسلمہ میں فتنہ افتراق کو زندہ رکھنا چاہتی ہے۔ 22 رجب المرجب کی تاریخ پر کونڈے بھرنا، حضرت معاویہؓ کی موت پر خوشیاں منانا ہے۔ یہ رسم پہلے روافض میں تھی اور کونڈوں میں کھیر بھری جاتی تھی کھیر کھانے والے گروہ در گروہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں جاتے تھے۔ چپکے چپکے اہل سنت کے لبرل لوگوں کو بھی بلایا جاتا تھا جو کھیر کے لالچ میں چلے آتے تھے۔ برائلہ تو ختم شریف کی تلاش میں رہتے ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ بھی کونڈے بھرنے لگے مگر سنی کونڈے کا امتیاز برقرار رکھا اور اس میں کھیر کی جگہ حلوہ بھرنے لگے۔ انہوں نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ شیعہ کونڈا گھروں میں ہی بیٹھ کر کھایا جاتا ہے، غیر حاضر لوگوں کے گھروں میں نہیں بھیجا جاتا جبکہ سنی کونڈا حاضر و غیر حاضر سب پر مباح ہے۔ ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بدعت کی اس آندھی نے وہ زور پکڑا ہے کہ دیابند بلکہ اہل حدیثوں کے بعض گھرانے بھی اس کی زد میں آ گئے ہیں۔ اوّل اوّل اہل تشیع کے حلقوں میں رات بھر غول کے غول کونڈا خور گلیوں میں پریڈ کرتے تھے مگر اب یہ بدعت بلا تخصیص پوری پوری آبادیوں میں سرایت کر گئی ہے۔

ہم نے تمہیداً یہ بتایا ہے کہ کونڈا بے چارہ محض ایک برتن ہے جسے بدعت تراشوں نے موضوعِ بدعت بنا لیا۔ اس سے پہلے بھی کئی بے جان اشیاء کو غیر اللہ سے منسوب کیا جا چکا ہے۔ بسیں، ویگنیں اور موٹر سائیکلز غیر اللہ کے آستانوں کے پھریرے اڑاتے سڑکوں پر نظر آتی ہیں۔ بے جان اشیاء پر حسابِ حشر نہیں ہے مگر ہم بالیقین کہتے ہیں کہ جن بے جان اشیاء کو موضوعِ شرک بنایا گیا ہے، میدانِ حشر میں زبان پائیں گی اور دربار الٰہیہ میں ان عناصر کے خلاف نالش کریں گی جنہوں نے انہیں شرک و بدعت کی نجاست سے آلودہ کیا تھا۔

ناک کٹ گئی: وزیر اعظم قوم کی آبرو ہوتا ہے۔ اسے سزا ہو گئی ہمارے کئی معاصر اس فیصلہ کو تاریخ ساز، عہد ساز، عصر آفریں اور خبر نہیں کن کن ناموں سے پکار رہے ہیں مگر ہم اسے ایسا فیصلہ کہتے ہیں جس سے قوم کی ناک کٹ گئی مگر افسوس کہ جس پی پی پی کی ناک دراصل کٹی ہے وہ کہتی ہے اس کی ناک اونچی ہوئی ہے۔

خیال اپنا اپنا۔ اس فیصلہ سے عہد بدلا نہ تاریخ بنی کیوں کہ وزیراعظم بدستور وزیراعظم ہے۔ سزا سائے کو ہوگئی اور صدر زرداری بچ گئے۔ اصل مقدمہ کہ ان کے مقدمات پھر سے کھولنے کیلئے سوس عدالت کو لکھا جائے وہیں کا وہیں ہے۔ وزیراعظم نے اقبال جرم نہ کیا۔ وہ اسی مؤقف پر قائم رہے کہ انہوں نے توہین عدالت نہیں کی ہے۔ بہتر ہوتا، ان کے انکار جرم کو عدم ارتکاب پر محمول کر کے انہیں جانے دیا جاتا تاکہ فیصلہ کی بے اثری سے اس کی بے آبروئی نہ ہوتی۔ مقولہ ہے قانون موم کی ناک ہے، جدھر چاہو، موڑ لو۔ اگر واقعی قانون موم کی ناک ہے تو اسے دوسری طرف موڑ دیا جاتا تو بہتر ہوتا اور جگ ہنسائی نہ ہوتی۔ موم کی ناک نے قوم کی ناک کاٹ دی۔ مسٹر بابر اعوان اس سارے کھیل کے ولن تھے وہ عدلیہ کو چڑانے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے، جب عدلیہ چڑ گئی تو ان کی شعر خوانیاں اور لن ترانیاں تمام شد۔ وہ حکومت کے نمک خوار تھے مگر وزیراعظم کو شہادت کی ضرورت پڑی تو نمک حلال نہ کر سکے۔ انہوں نے جھوٹی شہادت نہ دے کر اچھا کیا پر یہ بتانا ان کے ذمہ باقی ہے کہ حکومت کا مال کس حساب میں کھایا۔ کس سیاسی ساکھ پر سینیٹر بنے۔ بھائی کو مشیر بنوایا۔ وزیر قانون کا منصب پایا کس کھاتے میں سرکاری رقومات، ضمیروں کے سودے کرنے میں لٹائیں۔ پنجاب بنک کے نادہندگان سے ساڑھے تین کروڑ فیس لی۔ اتنا کچھ کھا چکنے کے بعد شہادت نہ دینا، ان کی پارسائی کی نہیں بلکہ محسن کشی کی گواہی ہے وہ گواہی نہ دے کر بھی عاقبت کی روسیاہی سے نہیں بچ سکتے۔ ہاں اگر انہوں نے عاقبت کے خیال سے گواہی نہ دی ہے تو حکومت کا سارا مال جو انہوں نے کھایا ہے اور لٹایا ہے اور اپنے بھائی کو دلایا ہے اس کا حساب کریں اور سرکاری خزانے میں جمع کرائیں اور شیخ حارث کو ساڑھے تین کروڑ واپس کریں تو پھر عاقبت کی عقوبت سے بچ سکتے ہیں۔ ہمیں محترمہ نرگس سیٹھی کی شہادت پر کچھ نہیں کہنا پر اتنا ضرور کہیں گے کہ انہوں نے گناہ بے لذت کیا کیونکہ عدالت میں ان کی شہادت نے اگر کوئی وقعت میزان صداقت پر پائی ہوتی تو وزیراعظم کو سزا نہ ہوتی انہیں چاہیے تھا کہ اپنے ساتھ ایک اور بی بی عدالت میں لاتیں کیونکہ ایک عورت کی شہادت ناقص ہے۔

امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب کا اعزاز

جماعتی اور دینی حلقوں میں یہ خبر بڑی مسرت کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ امیر مرکزیہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب رابطہ عالم اسلامی کی مجلس اعلیٰ کے رُکن اور سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے سائنس وٹیکنالوجی کے چیئرمین منتخب ہوگئے اس اعزاز پر ہم ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان کے علم وعمل میں برکت اور درازی عمر کیلئے دُعا گو ہیں۔ (ادارہ)